لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

للہ الحمد والمنۃ کہ رسالہ نافعہ مسمّی بہ

سنہ ۱۳۲۶ھ



# تحریر الطرفین
## فی
# صلوٰۃ التراویح وتکبیر العیدین

سنہ ۱۹۰۸ع


باہتمام و ترتیب مولوی محمد ابو القاسم صاحب ابن مولانا محمد سعید صاحب مرحوم محدث بنارسی

در مطبع سعید المطابع واقع بنارس طبع گردید

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی خلق السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام وما مسه من الاعین خلق الجنة للعاملین بالسنة النبویة والمتبعین بالطریقة الانیقة المصطفویة واعد لهم مالا رأت العین ولا سمعت الاذنین من الفاکهة والنخل والرمان والقصر من العقیان والعسجد واللجین ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له الذی هو رب المشرقین ورب المغربین والذی جعل خلال الارض انهارا وجعل حاجزا بین البحرین ونشهد ان سیدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله الذی کان لامته ارحم من الابوین کما قال من ترک مالا فلورثته وعلیّ قضاء الدین والذی اعطاه الله الکوثر من یشرب منه لم یصبه الغین والذی کان لا یزید علی احدی عشرة رکعة فی رمضان ولا فی غیره کما ورد فی الصحیحین والذی لا ینقص من ثنتی عشرة تکبیرة قبل القرأة فی العیدین صلی الله علیه وعلی اله واصحابه الذین تجلت قلوبهم باتباعهم النبی صلعم عن کل رین۔

**امّا بعد** عاجز محمد ابو القاسم کنجاہی الاصل بنارسی الوطن حضرات ناظرین والا تمکین کی خدمت مین معروض ہے کہ اندنون مسلمانون کی جیسی ناگفتہ بحالت ہے شائد ہی کسی قوم کی ہو میرے ناقص خیال مین اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان جسکی امت کا دعوی کرتے ہین اُسکے طریقہ سے باوجود آگاہ ہونے کے روگردانی کرتے ہین۔ اور یہ اعراض دو طور سے ہوتا ہے ایک تو حدیث کی تاویل باوجود مطلب صاف ہونے کے باطل طور پر کرنا۔ اور تفسیر القول بما لا یرضی قائله کے مصداق بننا۔ اور دوسری صحیح حدیث جو واجب العمل ہین اُنکے رہتے ہوئے ضعیف جو مردود اور غیر واجب العمل ہین اُنکے عامل بننا۔ اور پھر اپنے کو زمرۂ علماء مین شامل کرنا۔ سچ پوچھئے تو ایک مذہب ایک ملت ایک طریقہ

ایک دین مین اسقدر رخنہ انہین علماء نے پیدا کئے۔ کیون نہو ان شر الشرار العلماء ؎

دین حق را چار مذہب ساختند ۔ رخنہ در دین نبی انداختند

خلاصہ مرام یہ کہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ مین میرے پاس ایک شاہجہانپوری دوست نے ایک اشتہار بھیجا (جو ذیل مین مندرج ہے) اوس مین عام طور سے یہ شایع کیا گیا ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہے اور عیدین کی نماز کو چھ تکبیرون کے ساتھہ ادا کرنا چاہیے۔ اب خیال کرنیکا مقام ہے کہ قرآن کا حکم تو یہ ہے کہ تم سب آنحضرت رسول اللہ صلعم کے طریقہ کو اختیار کرو اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم نے گیارہ رکعت سے زیادہ تراویح (یا تہجد) نہین پڑھا۔ اور بارہ تکبیر سے کم عیدین کی تکبیر نہین کہا۔ پھر عوام الناس کو صحیح حدیث کے خلاف سنانا ومن یعص اللہ ورسولہ کے مصداق بننا نہین تو اور کیا ہے۔ فی الجملہ اس نماز تراویح وتکبیرات عیدین کے بارے مین مولوی شاہجہانپوری سے جو تحریری مناظرہ ہوا تھا وہ بغرض رفاہ عام بصورت رسالہ شایع کیا جاتا ہے کہ عوام الناس جو حفرۂ ضلالت کے کنارہ پر پہونچ چکے ہین اونکو اس سے بچانا چاہئے۔ جو ہم خیرخواہ قوم پر فرض ہے۔ پس لوگون سے امید ہے کہ انصاف کی نظر سے جانبین کی تحریرون کو دیکھکر خود نتیجہ نکال لین۔ اور اوسپر عمل کرین۔ انشاء اللہ تعالیٰ فلاح پاوینگے ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ؎

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر ۔ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

## نقل اشتہار

فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ

روزہ۔ ہر مرد و عورت بالغ پر فرض ہے اگر مسافر یا حائض یا بیمار نہووے۔ روزہ مین غیبت کرنا بیہودہ بکنا بیقراری ظاہر کرنا مکروہ ہے۔ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ کسی چیز کا سونگھنا یا سرمہ

لگانا یا تیل سر مین ڈالنا یا مسواک کرنا مکروہ نہین۔ جو شخص کسی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو مناسب اور ضرور ہے کہ ادب سے روزہ دار کے سامنے کچھ نہ کھاوے۔ قی کرنا یا انزال کرنا یا قصداً غیر ماکول چیز کا کھانا یا عود وغیرہ جلا کر دھوان سونگھنا ان سب صورتون مین روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضاء رکھنا پڑتی ہے۔ افطار! وقت یقین غروب فوراً کرنا مستحب ہے۔ شک کیحالت مین افطار کر لینا موجب قضاء و کفارہ ہوگا۔ وقت افطار اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت پڑھے۔

تراویح! دو رکعت کی نیت سے بیس رکعت سنت موکدہ ہین۔ اور ایک قرآن شریف سننا بھی سنت۔ دو رکعت سے زائد نیت تراویح کرنا مکروہ ہے۔ عاقل و ہوشیار نابالغ قرآن سناوے تو مضائقہ نہین۔

سجدۂ تلاوت اگر نماز مین نہ کرے تو سجدہ سہو کا کریگا ہر چار رکعت تراویح پر بقدر خواہش مقتدیان آرام کرے۔ اور حافظ کا بدلنا چار رکعت پر مناسب ہے۔ دو رکعت پر دوسرے حافظ کا شبینہ وغیرہ مین سننا بہتر نہین۔ جب حافظ ایک قرآن سنا چکا ہو تو جن لوگون نے نہ سنا ہو اونکو اگر سنانا چاہے تو اوسکو نذر کر کے قرآن سنانا چاہیے ورنہ اقتداء واجب کی نفل والے کے پیچھے لازم آویگی۔

عید الفطر! کی صبح کو ہر شخص جو حیثیت چالیس روپیہ کی رکھتا ہے اوسکو خود اور بی بی بچون کی طرف سے فی کس مع دہ یا و کم دو سیر گیہون یا اوسکی قیمت فقراء کو خیرات دینا چاہیے۔ اور نماز دو رکعت واجب مع چھ تکبیرون کے پڑھنا چاہیے۔ اول تکبیر پر ہاتھ باندھکر سبحانک پڑھے اور پھر تین تکبیر کہکر ہاتھ کھولدے۔ جب الحمد شروع ہو تو ہاتھ باندھے اور اخیر رکعت بعد قرأت تکبیرون مین ہاتھ کھولے رہے اور خیال رکھے کہ عید کی تکبیر اور رکوع کی تکبیر علحدہ ہووے۔

المشتہر

مفتی سید محمد اعظم مہتمم مدرسہ عین العلم شاہجہانپور

ف۵ یعنی غلط (مصنف) ۱۲

ف۶ کیا کوئی مسلمان علاوہ روزہ کے غیر ماکول چیز کھا سکتا ہے؟ (مصنف) ۱۲

ف۷ کیا یہ سونگھنا ادویہ کے لفظ و کسی چیز کا سونگھنا داخل نہین۔ یا خارج ہے؟ مولانا ذرا حدیث سے جواب دیجئے گا۔ (مصنف) ۱۲

ف۸ مولانا اللہ نصاب جنس کی تقیید کسی حدیث مین آئی ہے۔ مہربانی کر کے ذرا ہمکو بھی بتلا دیجئے (مصنف) ۱۲

ف۹ گیہون کے نصف صاع کی کیا کوئی حدیث صحیح ہے؟ ... (مصنف) ۱۲

مین نے اس اشتہار کو دیکھکر محض تحقیق کی غرض سے مفتی صاحب کی خدمت مین ایک کارڈ لکھا جسکی نقل یہ ہے۔

حامدا ومصلیا ومسلما۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ یوم سہ شنبہ)
بخدمت شریف مکرم جناب مولانا صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپنے جوابی اشتہار "نقشہ سحر وافطار" کے پیشانی والی عبارت مین تراویح بیس رکعت سنت موکدہ لکہا ہے اور عید کی دو رکعت نماز واجب کو چھہ تکبیرو نکے ساتھہ ادا کرنے کو لکہا ہے۔ ان دونون مسئلون کے بارے مین صحیح حدیث جو اپنے معنی مین نص صریح ہو ارقام فرماکر ممنون کیجئے۔ والسلام

**انا الواقم مفتی محمد ابوالقاسم مہتمم مدرسہ اسلامیہ محلہ دارانگر شہر بنارس**

۲۳ رمضان یوم پنجشنبہ ۱۳۲۵ھ کو بذریعہ لفافہ یہ مضمون جواب مین آیا جو درج ذیل ہے۔

محب مکرم زاد رافتکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ الملک المنعام۔ شفقت نامہ دربارہ مسائل تراویح ونماز عید پہونچا۔ یادآوری کا ممنون ہون دربارہ استفسار سنت موکدہ ہونے بیس[۲] رکعت تراویح کے جو فرمایا ہے۔ اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو حضرت استادی ابوالحسنات مولانا مولوی محمد عبدالحی نور اللہ مرقدہٗ نے بجواب مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی طال اللہ عمرہٗ وفیضہٗ کے خاص اس مبحث مین رسالہ لکہا ہے ملاحظہ فرمائیے۔ اور مختصر یہ خاکسار بھی تعمیل ارشاد کرتا ہے۔

تراویح کا سنت ہونا مواظبۃ نبویہ حکمیہ سے اور صحابہ عظام کے مواظبۃ حقیقیہ سے اور خلفاء راشدہ کے مواظبت تشریعیہ سے ثابت ہے۔ لہذا موکدا اور واجب کے درجہ مین جمہور علماء نے داخل کیا ہے۔ روی ابن ابی شیبۃ وعبد بن حمید والبغوی والبیہقی والطبرانی عن ابن عباسؓ ان النبی صلعم کان یصلی بعشرین رکعۃ والوتر فی رمضان۔ یہہ حدیث نص صریح موجود ہے۔ اور تعامل[۱] خلفاء نے اسکے ضعف کو قوت صحت پر پہونچادیا۔ کما لا یخفی علی المحقق۔

اور تعلیق الممجد مین ہے ظاہرہ انہ کان یحب ان یصلی بالناس فی لیالی رمضان علی الدوام

[۱] قال علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین ۱۲ کذا فی الصحاح
[۲] مولانا بشیر خلفہ [illegible] ۱۲

ولم یمنعہ الا خشیۃ ان یفرض علیہم فاستفیدت منہ المواظبۃ الحکمیۃ وان لم توجب المواظبۃ الحقیقیۃ ومن ادا السنۃ المواظبۃ مطلقا فیکون قیام رمضان سنۃ مؤکدۃ وعلیہ جمہور اصحابنا وجمہور العلماء الخ اور وجوب صلوۃ عیدین شارع علیہ السلام سے ثابت ہے چنانچہ مراقی الفلاح میں ہے وتسمیتہا فی الجامع الصغیر سنۃ لانہ ثبت الوجوب بہا المواظبۃ النبی صلعم علی صلوۃ العیدین من غیر ترک فتجب - پس جس فعل پر شارع علیہ السلام نے بغیر ترک موظبت فرمائی ہے اس کو اصطلاح میں فقہائے (کثر اللہ سوادہم) واجب کہتے ہیں محدثین قدماء انار اللہ برہانہم بلفظ سنت بوجہ کمال محبت ارشاد فرماتے ہیں - اور تمام کتب صحاح میں یہ سنت درج ہے - آپ چھ تکبیر میں اختلاف ہے - حضرات حنفیہ رضی اللہ عنہم کا تمسک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جو کتاب آثار میں بیان کی مندرج ہے کہ پانچ تکبیر اول رکعت میں - ایک تکبیر افتتاح اور تین زائد اور پھر ایک رکوع کی - اور دوسرے میں چار تکبیریں - بعد قراءت تین زائد اور ایک رکوع کی - مؤطا و عبد الرزاق وغیرہ نے روایت فرمایا ہے چونکہ آپ خود ماہر علم حدیث و فقہ ہیں غور فرما کر تحقیق کے دائرہ کو وسیع فرما دیں گے اور اس خاکسار کی ہیچ مدانی پر اغماض کر کے مطابق رسم اہل زمانہ خواہ مخواہ دکر نہ فرمائیں گے - و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی شفیعنا و نبینا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

ابو المعظم سید محمد اعظم مفتی شاہجہانپور ۱۳۳۳ھ

کتبہ الداعی بالخیر - سید محمد اعظم عفی اللہ ما اجرم

چونکہ یہ جواب میرے شرط مقررہ کے خلاف تھا اس لئے میں نے جواب الجواب بذریعہ لفافہ ڈاک ارسال کیا جو کہ ذیل میں مندرج ہے وھو ھذا بعونہ و صونہ -

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط الحمد لحریۃ والصلوۃ والسلام علی اہلہا - اما بعد من محمد ابی القاسم عفا اللہ عنہ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - نوازشنامہ امور مستفرہ کے جواب میں پہونچا لیکن افسوس کہ میری شرط کو ملحوظ نہ رکھا گیا - اس لئے کہ میں نے لکھا تھا "صحیح حدیث جو اپنے معنی میں نص صریح ہو" اور جو آپ نے بحوالہ ابن ابی شیبۃ و عبد بن حمید و البغوی و البیہقی و طبرانی و ابن عدی حدیث مندرجہ

رواہ الشیخین - ۳۰ سنہ

اور سلام غزاروں ملائکہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما کا حکم ہے ۱۲ (مصنف)

بدون کتنا عربی قاعدہ سے نفوذ عفا اللہ بصورت الف لکھنا چاہئے - اور آپ نے اوس کا صلہ عنہ کیوں غائب کیا ۱۲ (مصنف)

رواہ مولانا المستفتی کا اجواب رفع کی حالت میں اسی ی دت کے ساتھ ہوتا ہے؟ (مصنف)

ذیل نقل فرمائی ہے وہ سخت ضعیف ہے یعنی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلعم کان یصلی بعشرین رکعۃ والوتر فی رمضان (ترجمہ ابن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم رمضان میں بیس ۲۰ رکعت اور وتر پڑھتے تھے) علامہ ابن الہمام حنفی رح فتح القدیر شرح ہدایہ چھاپہ نولکشور جلد ۱ صفحہ ۲۰۵ میں فرماتے ہیں واما ما روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی وعنہ البیہقی من حدیث ابن عباس انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر فضعیف بابی شیبۃ ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبۃ متفق علی ضعفہ مع مخالفتہ للصحیح اھ (ترجمہ۔ اور جو ابن ابی شیبہ نے مصنف (اپنی کتاب) میں اور طبرانی اور بیہقی نے ابن عباس رض کی حدیث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم رمضان میں بیس رکعت وتر کے سوا پڑھتے تھے" ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جو امام ابو بکر بن ابی شیبہ کا دادا ہے باتفاق ائمہ حدیث ضعیف ہے۔ علاوہ بریں یہ حدیث صحیح حدیث کے (جو آگے مذکور ہے) مخالف بھی ہے) اور علامہ زیلعی حنفی رح نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ میں فرماتے ہیں روی ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ والطبرانی وعنہ البیہقی من حدیث ابراھیم بن عثمان ابی شیبۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس ان النبی صلعم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ سوی الوتر (الی قولہ) وھو معلول بابی شیبۃ ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن شیبۃ وھو متفق علی ضعفہ ولینہ ابن عدی فی الکامل ثم انہ مخالف للحدیث الصحیح عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سال عائشۃ کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلعم فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ الحدیث (ترجمہ۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طبرانی اور بیہقی نے ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ کی حدیث سے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم رمضان میں بیس ۲۰ رکعت وتر کے علاوہ پڑھتے تھے۔ یہ حدیث معلول ہے (معلول ضعیف حدیث کی ایک قسم ہے) اسلئے کہ اس کا راوی ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان جو امام ابو بکر بن ابی شیبہ کا دادا ہے

وہ باتفاق ائمہ ضعیف ہے اور ابن عدی نے کامل (ایک کتاب ہے اُس) میں اسکو لین یعنی ضعیف
کہا ہے۔ علاوہ برین یہ اُس صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے جسکو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ
صدیقہ رضہ سے روایت کیا ہے کہ ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلعم کی نماز رمضان
مین کیونکر تھی۔ حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا کہ آپ گیارہ" رکعت سے زیادہ نہین پڑہتے تھے رمضان
مین نہ غیر رمضان مین) اور علامہ عینی حنفی رح عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۲ صـ ۳۵۸ و ۳۵۹
مین فرماتے ہین فان قلت روی ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول
اللہ صلعم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر قلت ھذا الحدیث رواہ ایضاً
ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابۃ قال حدثنا منصور بن مزاحم حدثنا ابوشیبۃ
عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس الحدیث وابوشیبۃ ھو ابراھیم بن عثمان العبسی الکوفی
قاضی واسط جد ابی بکر بن ابی شیبۃ کذبہ شعبۃ وضعفہ احمد وابن معین والبخاری
والنسائی وغیرھم واورد لہ ابن عدی ھذا الحدیث فی الکامل فی مناکیرہ۔ الخ (ترجمہ۔
اگر تو یہ سوال کرے کہ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رض کی حدیث سے روایت کی ہے کہ "رسول اللہ
صلعم رمضان مین بیس۲۰ رکعت اور وتر پڑہتے تہے"۔ تو مین اسکے جواب مین کہونگا کہ اس حدیث کو ابوالقاسم
بغوی رح نے بہی کتاب معجم الصحابہ مین روایت کیا ہے۔ کہا ہے کہ ہمسے حدیث بیان کی منصور بن ابی
مزاحم نے اُنھون نے کہا ہمسے حدیث بیان کی ابوشیبہ نے عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس وہی حدیث
جو اس سوال مین مذکور ہو چکی۔ یہ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی کوفی شہر واسط کا قاضی ابوبکر بن ابی شیبہ
کا دادا ہے شعبہ رح نے اِسکو جھوٹھا کہا ہے۔ اور امام احمد بن حنبل رح اور یحیی ابن معین رح اور امام بخاری رح اور نسائی رح
وغیرہم نے اسکو ضعیف کہا ہے اور ابن عدی رح نے کامل مین اس حدیث کو ابوشیبہ کی منکر حدیثون
مین درج کیا ہے) یہ تو علماء کرام احناف کے اقوال ہین۔ علاوہ اِنکے علامہ حافظ ابن حجر رح فتح الباری
شرح صحیح بخاری مطبوعہ دہلی جلد ۲ صـ ۳۱۷ مین فرماتے ہین واما رواہ ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن
عباس کان رسول اللہ صلعم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر فاسنادہ ضعیف وقد

عارضه حديث عائشة الذى فى الصحيحين (ترجمہ - اور جو ابن ابی شیبہ نے ابن عباس رض کی حدیث سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم رمضان میں بیس۲۰ رکعت اور وتر پڑھتے تھے" اولاً اسکی سند ضعیف ہے۔ ثانیاً حضرت عائشہ صدیقہ رض کی اُس صحیح حدیث کے مخالف ہے جو صحیحین میں (آنحضرت صلعم کے ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کی حدیث) اُنسے مروی ہے) اور یہی خاتمۃ الحفاظ ابن حجر رح تلخیص الحبیر مطبوعہ دہلی صـ۱۱۹ میں فرماتے ہیں ذکر العشرین ورد فی حدیث آخر رواہ البیہقی عن ابن عباس ان النبی صلعم کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ عشرین رکعۃ والوتر۔ قال البیہقی تفرد بہ ابو شیبۃ ابراہیم بن عثمان وھو ضعیف اھ (ترجمہ - بیس۲۰ رکعت کا ذکر ایک اور حدیث میں وارد ہوا ہے جسکو بیہقی نے ابن عباس رض کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم ماہ رمضان میں غیر جماعت میں بیس۲۰ رکعت اور وتر پڑھتے تھے۔ بیہقی نے کہا کہ اس حدیث کو صرف ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان نے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے) اور امام ذہبی رح میزان الاعتدال جلد ا صـ۲۲ میں (اس حدیث کے راوی) ابراہیم بن عثمان ابو شیبۃ العبسی الکوفی کو کذاب وضعیف ومتروک الحدیث وغیرہ لکھکر فرماتے ہیں ومن مناکیر ابی شیبۃ ما روی البغوی نا منصور بن ابی مزاحم نا ابو شیبۃ عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس الی آخرہ۔ (ترجمہ اور ابو شیبہ کی مناکیر میں سے ایک وہ حدیث ہے جو بغوی نے روایت کی آخر حدیث تک کہ رسول اللہ صلعم رمضان میں علاوہ وتر بیس۲۰ رکعت نماز پڑھتے۔ یہ ضعیف ہے) اور حافظ صفی الدین احمد رح خلاصہ مطبوعہ مصر صـ۲۱ میں ابو شیبۃ ابراہیم بن عثمان کو ضعفہ ابن معین و ابو داؤد وقال النسائی متروک الحدیث لکھا ہے (یعنی یحیٰی بن معین اور ابو داؤد نے ابو شیبہ کو ضعیف اور نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے) علیٰ ہذا القیاس حافظ ابن حجر رح بھی تقریب التہذیب مطبوعہ دہلی صـ۱۷ میں لکھتے ہیں ابراہیم بن عثمان العبسی متروک الحدیث اھ۔ پس اس حدیث کو جب علماء کی جم غفیر نے خصوصاً محدثین نے ضعیف کہدیا اور صریحاً تضعیف کردی تو بپایۂ ثبوت کو کس طرح پہونچ سکتی ہے۔ علاوہ اسکے ہماری شرط کے صریح خلاف ہے۔ لہذا اس حدیث سے استدلال کرنا اور ایسی صحیح حدیث کی موجود ہوتے عمل کرنا یا دوسروں کو حکم کرنا کتنی بڑی عقلمندی ہے یا دوسرے لفظوں میں کہو اور + آگے آپکا ارقام فرمانا کہ

"تعامل خلفاء نے اسکے ضعف کو قوۃ صحت پر پہونچا دیا"۔ عجب بے ثبوت جملہ ہے۔ بھلا یہ بھی کہیں کا قاعدہ ہے یا اسطور سے کیا ضعیف حدیث صحیح کے درجہ کو پہونچ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اسلئے کہ اگر ایسا ہو تو صحیح کی تعریف جو اصول حدیث والوں نے کی ہے محض غلط ٹھرتی ہے۔ اگر بفرض محال تعامل خلفاء کیوجہ سے اس ضعیف حدیث کا صحیح ہونا تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیا جاوے تو بھی ہماری شرط کے خلاف ہے اسلئے کہ آپ تسلیم کر رہے ہیں کہ اصل مین یہ حدیث ضعیف ہے اور ہماری شرط سے یہ بات ٹپکتی ہے کہ اصل ہی سے وہ حدیث صحیح ہو پس بہر صورت اس حدیث کا ضعیف ہونا اور ہماری شرط کے صریح خلاف ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح روشن وظاہر ہے ۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق مین
زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعان کا

اور خلفاء راشدین وغیرہ کے تعامل و مواظبت کے بارہ مین آپ نے صاحب ہدایہ کی طرح بے دلیل لکھدیا ہے۔ حالانکہ اس مین ایسکے خلاف ہے اسلئے کہ علامہ زیلعی حنفی رح جنھون نے اپنی کتاب نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ مین صاحب ہدایہ کے حوالات کا پتہ بتا دینا اپنے ذمہ لیا ہے وہ بھی صاحب ہدایہ کے اس حوالہ واظب علیہ الخلفاء الراشدون رض (یعنی اس بیس رکعت تراویح پر خلفاء راشدین کی ہمیشگی ثابت ہے) کا کچھ پتہ نہ دیسکے۔ اور اس حوالہ کو یون ہی لاپتہ چھوڑ دینے پر قناعت کر لی علاوہ اسکے علامہ حافظ ابن حجر رح درایۃ تخریج ھدایۃ مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۲۳ مین صاحب ہدایہ کے اس واظب الخ والے قول کی تخریج مین فرماتے ہین لم اجدہ یعنی مین نے کہین اسکا ثبوت نہین پایا۔ علاوہ برین خلفاء راشدین سے ایک حضرت عمر رض بھی ہین انکی عدم مواظبت کے بارے مین علامہ عینی حنفی رح عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۳۵۶ مین فرماتے ہین فیہ اشعار بان عمر لا یواظب علی الصلوۃ معھم الخ (ترجمہ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رض اس نماز کے باجماعت پڑھنے پر مواظبت نہین فرماتے تھے) اور خلفاء راشدین کی عدم مواظبت کے بارے مین علامہ عینی حنفی رح آپکی تکذیب کرتے ہوئے ہدایہ مطبوعہ نولکشور جلد اول صفحہ ۱۲۹ مین فرماتے ہین لا یدل علی مواظبۃ الخلفاء الراشدین علی التراویح والی قولہ انما یدل علی مواظبتھم علیھا انتھی (ترجمہ خلفاء راشدین سے تراویح پر مواظبت ثابت

نہین) پس جب نفس تراویح پر خلفاے راشدین رض کی مواظبت کا پتہ نہین چلتا تو بیس۲۰ رکعت تراویح پر مواظبت
کا پتہ چلنا خیلیے مشکل ہے۔ اور جب مواظبت ثابت نہوئی تو تراویح کیونکر بمقتضاے حدیث علیکم
بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین کے بیس۲۰ رکعت سنت موکدہ ہونگی فافھم وتدبر۔ الحاصل آپ یا بیس۲۰
رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونیکا ہماری شرط کے موافق ثبوت دیجیے۔ یا اس حدیث پر جو حضرت عائشہ
سے صحیحین مین روایت ہے عملدرآمد فرمائے۔ باقی رہا تکبیرات عیدین کا مسئلہ آپنے اسکے بارے مین
حضرت ابن مسعود رض کا قول نقل فرمایا ہے۔ یہ بھی ہماری شرط مقررہ کے خلاف ہے اسلئے کہ ہمنے صحیح حدیث
طلب کیا تھا اور آپ اثر صحابہ نقل فرماتے ہین۔ علاوہ اسکے وہ اثر جسکو آپنے بحوالہ عبدالرزاق نقل فرمایا
ہے خود معلول اور قابل حجت اور تسلیم نہین ہے اسلئے کہ اسکے راویون مین ایک شخص سفیان ثوری
ہے وہ مدلس ہے اور بصیغہ عن روایت کرتا ہے اور آپ جانتے ہین کہ تدلیس وغیرہ سب مردود کے
اقسام سے ہین جنپر عمل کرنا ہرگز نہ چاہیے۔ پس کیونکر یہ اثر پایہ ثبوت مین آسکتا ہے (اگر بالفرض اس اثر کو
صحیح تسلیم کرلین تو معارض ہوگا اس صحیح حدیث کے جو منتقے مین بروایت عمرو بن شعیب وارد
ہوئی ہے ان النبی صلعم کبر فی عید ثنتی عشرة تکبیرة سبعا فی الاولی وخمسا فی الاخرة رواہ
احمد وابن ماجة انتھی وفی روایة الترمذی والدارمی عن کثیر قبل القرأة یعنی رسول اللہ صلعم نے
عید کی نماز مین قبل قرأة بارہ تکبیرین فرماتے پہلی رکعت مین سات اور دوسری مین پانچ) اس حدیث کی بابت
نیل مطبوعہ مصر جلد ۳ صـ ۱۸۲ مین ہے حدیث عمرو بن شعیب قال العراقی اسنادہ صالح ونقل الترمذی
فی العلل عن البخاری انہ قال حدیث صحیح۔ یعنی عراقی نے کہا کہ اس حدیث کی سند ٹھیک ہے اور ترمذی
نے اپنی کتاب علل مین امام بخاری رح سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پس حسب الحکم علامہ ابن الہمام حنفی رح قول
الصحابة حجة عندنا اذا لم ینفیہ شئ من السنة (فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ا صـ ۲۶۳) (یعنی صحابہ
کا اثر اوسوقت قابل حجت ہوگا جب حدیث نبوی کے مخالف نہو حضرت ابن مسعود کا اثر قابل حجت نہ رہا
فتفکروا ولا تعجل لہذا مین پہر گذارش کرتا ہون کہ اگر بیس۲۰ رکعت تراویح کے بارے مین اور عیدین کی دو رکعت نماز کو چھ
تکبیرون کے ساتھ ادا کرنیکے بارے مین کوئی صحیح حدیث جو اپنے معنی مین نص صریح ہو ارقام فرمائے ورنہ اپنے خیال

فاسد سے واپس آکر ایک اشتہار شائع فرمائے کہ تحقیق سے ثابت ہوا کہ تراویح کی نماز مع وتر گیارہ رکعت ادا کرنا چاہیے اور عیدین کی تکبیرات کو چھ ہی نہ کہنا چاہیے۔ بلکہ بارہ۔ سات اول رکعت مین اور ۵ دوسری مین قبل قرأۃ کے) مین امید کرتا ہون کہ آپ خود تحقیق کے دائرہ کو وسیع فرماوینگے اور میری طرف سے اگرچہ زیادتی ہوئی ہو تو معاف فرماوین گے واللہ الهادی وعلیہ اعتمادی وبہ فی کل الامور استنادی

واٰخر دعوای ان الحمد للہ رب العالمین۔ انا العبد الاثم محمد ابو القاسم حفظہ اللہ عن لومۃ لائم البنارسی فقط سنہ ۱۳۲۵ھ

پھر آجتک اسکا جواب نہ آیا۔ حالانکہ مین نے اسکو بھیجتے وقت یہ خیال کیا تھا کہ ؎

| | | |
|---|---|---|
| قاصد کے آتے آتے مین کچھ اور لکھ رکھون | | مین جانتا ہون جو وہ لکھین گے جواب مین |
| لیکن افسوس کہ نتیجہ برعکس ہوا۔ وہ یہ کہ ؎ | | |
| جواب خط کے نہ آنے سے یہ ہوا معلوم | | کہ شکوے میرا لے نامہ بر قبول ہوا |

فالحمد للہ الذی صدق وعدہ ونصر عبدہ وهزم الاحزاب وحدہ۔

**نوٹ** اس جواب الجواب مین جسقدر مقوس عبارتین ہین وہ بعد کو بڑھائی گئی ہین بعض تو انمین عربی عبارتون کا ترجمہ ہے جو پہلے نہین ہوا تھا اسلئے کہ اسکے مخاطب خاص عالم شخص تھے۔ اور عوام الناس کے فائدہ کے لئے بڑھایا گیا۔ ایسا ہی بعض عبارتین مثلاً عید کی بارہ تکبیر فرقانکا صحیح حدیث سے ثابت ہونا محض عوام کی آگاہی کے لئے زیادہ کیا گیا۔

**انعام** ہر دو مسائل مندرجہ ذیل کے ثبوت مین اگر کوئی صاحب علمار احناف سے کوئی حدیث صحیح جو اپنے معنون مین نص صریح ہو پیش کرین تو انکو فی حدیث پندرہ روپیہ بطور حق تلاش کے دئے جاوینگے۔

(۱) رسول اللہ صلعم کا تراویح کی نماز کو بیس ۲۰ رکعت پڑھنا یا بیس ۲۰ رکعت پڑھنے کی اجازت دینا۔

(۲) رسول اللہ صلعم کا عیدین کی نماز کو چھ ۶ تکبیرون سے ادا کرنا یا چھ ۶ تکبیرین کہنے کی اجازت دینا۔

فقط

وصلی اللہ علی خیر البریۃ محمد واٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واهل بیتہ واتباعہ اجمعین الی یوم الدین۔ اٰمین ثم اٰمین

تمت